رنگین سیاہی

حسنین ملک

انتساب

غارِ حرا کے نام

بلکہ غارِ حرا کی اندرونی دیواروں کے نام

نہیں، غارِ حرا کی اندرونی دیواروں پر لکھے ہوئے فارمولوں کے نام

یا پھر اُن دیواروں پر فارمولے لکھنے والے ہاتھوں کے نام

غارِ حرا، وہ مقدس جگہ جہاں ہمارے پیارے نبی نے ہزاروں گھنٹے تنہائی میں گزارے، رب کے کلام میں غرق ہو کر کائنات کے رازوں کو سمجھنے کی کوشش کی۔

میں تصور کرتا ہوں کہ اس غار کی دیواروں کے اندر کہیں ان ہاتھوں سے لکھے ہوئے کئی فارمولے تھے، نقش و نگار تھے، جو کائنات کی

پوشیدہ حقیقتوں، انسان کے وجود کے معمے اور فاطر کو سمجھنے کی طرف رہنمائی کرتے تھے۔

غارِ حرا کی خاموشی میں روشنی کی کرنیں اور علم کی موجیں ایسے بہتی تھیں جیسے کائنات کی ہر پرت اپنے آپ کو ظاہر کر رہی ہو۔

یہی وہ جگہ تھی جہاں دل اور دماغ نے مل کر رب کی نشانیوں کو پہچانا اور پھر وہ روشنی پوری دنیا میں پھیلائی گئی۔

مقدمہ

فطرت کی اپنی شفا ہے

فطرت ایک حیرت انگیز معالج ہے

جہاں انسان دوا، ڈاکٹر، اور اسپتال کے سہارے جیتا ہے، وہیں فطرت کے اندر خود کو توازن میں لانے، زخم بھرنے، اور صحت بحال کرنے کی مکمل صلاحیت رکھی گئی ہے۔

چاہے وہ درختوں کے خود سے مرمت ہوتے تنے ہوں، جانوروں کا — زخم چاٹ کر بھر لینا ہو، یا پرندوں کا بیماری میں مخصوص رویہ اپنانا

فطرت ہر مرحلے پر خاموشی سے، حکمت سے، اور مکمل یقین کے ساتھ شفا دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو وہ علم دیا ہے

جو نہ کتابوں میں ہے، نہ کسی درسگاہ میں۔

یہ علم فطرت سے جڑا، انتہائی مؤثر اور اندرونی الہام پر مبنی ہے۔

فہرستِ مضامین

(بقول غالب! آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں)

تخلیق سے آگے کا جمال

طِین و تُراب

مقدس تنہائی

اندھی بصارت

بے چارہ نجس

حُسنِ زہر آلود

سِیر و فی الارض

تخلیق سے آگے کا جمال

کوا کافی دنوں سے خود کو کمزور اور بیمار سا محسوس کر رہا تھا۔ اسے اڑان لینے، جھپٹنے، حملہ کرنے اور خوراک حاصل کرنے میں خاصی مشکل پیش آ رہی تھی۔

پھر وہ یکایک اڑتے ہوئے سیدھا چیونٹیوں کے بل کی طرف جاتا ہے۔

سننے میں یہ عجیب لگتا ہے لیکن حقیقت میں یہ فطرت کے سب سے حیرت انگیز مظاہر میں سے ایک ہے۔ وہ کافی بلِو ں پر غور کرتا ہے مگر وہاں رکتا نہیں ہے۔ چلتے چلتے وہ ایک خاص بِل کے باہر آ کر رک جاتا ہے۔ کوے اپنی یاداشت میں بہت مشہور ہیں یہ زندگی بھر کسی

دیکھی ہوئی شے یا جگہ کو نہیں بھولتے۔ چیونٹیوں کی قریب بارہ ہزار اقسام ہیں ان میں سے کسی ایک قسم کو یاد رکھنا بذاتِ خود ایک عمدہ ذہانت اور یاداشت کا مظاہرہ ہے۔ اس کی شاطرانہ نظریں چیونٹیوں کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کرتی ہیں کہ ہاں یہیں رکنا ہے۔

کوا جان بوجھ کر چیونٹیوں کے گھر پر جا کر اپنے پروں کو پھیلائے بالکل خاموشی سے کھڑا ہو جاتا ہے، جیسے کسی کرامت کا منتظر ہو

کوا انتظار کر رہا ہے کہ چیونٹیاں اس کے پاس آئیں گی مگر چیونٹیاں اپنی دھن میں، اپنے کاموں میں مگن ہیں، کوے کو ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسا کہ اُسے کسی نے دیکھا تک نہیں۔ کوا اپنے پر پھڑ پھڑاتا ہے، آوازیں نکالتا ہے مگر چیونٹیاں ہیں کہ اس کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں۔ کچھ منٹ گزرنے

کے بعد اچانک سے ڈھیروں چیونٹیاں سارے کام چھوڑ کر کوے کے جسم پر چڑھائی شروع کر دیتی ہیں جیسے انھیں کہیں سے اجازت مل گئی ہو۔

یہ عام چیونٹیاں نہیں ہیں بلکہ یہ ایک خاص طرح کی چیونٹیوں کا محلہ ہے جن کو فارمیکا چیونٹیاں کہا جاتا ہے۔ ان کا یہ نام اس لئے پڑا کہ یہ اپنے جسم سے فارمک ایسڈ کا اخراج کرتی ہیں۔ عام انسان چیونٹیوں کے مابین اس فرق کو نہیں سمجھ سکتا مگر کوا سمجھتا ہے۔ فارمک ایسڈ کا استعمال یہ چیونٹیاں اس لئے بھی کرتی ہیں کہ اس کی مدد سے ان کو مختلف شکاریوں کو بھگانے میں مدد ملتی ہے۔

چیونٹیاں جب کوے کے پروں پر اور جسم پر چڑھنا شروع کرتی ہیں تو ممکنہ خطرے کے پیشِ نظر اپنے جسم سے فارمک ایسڈ کا اخراج کرتی جاتی ہیں۔ یہی فارمک ایسڈ کوے کے پروں اور جلد میں جذب ہوتا جاتا ہے۔ فارمک ایسڈ ایک قدرتی جراثیم کش دوا ہے جو کوے کے

جسم میں چھپے بیکٹیریا، فنگس اور چھوٹے کیڑے مکوڑوں کو ختم کر دیتا ہے۔

انگریزی زبان میں چیونٹی کو اینٹ کہتے ہیں اس نسبت سے کوے کے اس عمل کو اینٹنگ کا نام دیا گیا ہے۔ کوا اپنی صحت کی خراب شدہ صورت حال کے مطابق دس منٹ سے لے کر تیس منٹ تک بھی اس اینٹنگ کے عمل کو جاری رکھتا ہے جب تک اس کو یقین نہ آ جائے کہ اس نے اپنی ضرورت کے عین مطابق فارمک ایسڈ حاصل کر لیا ہے۔

عام طور پر کوا جب زمین پر اترے تو اس کو دیکھ کر باقی کوے بھی اس کے پاس اتر آتے ہیں کہ شاید کچھ کھانے کو میسر ہو۔ مگر اینٹنگ کے دوران باقی کوے بھی اس ایک کوے کو اینٹنگ کرتے دیکھ کر اس میں مداخلت نہیں کرتے۔ یوں یہ اینٹنگ کسی آئی سی یو وارڈ کی طرح صرف ایک کوے کو اپنا علاج کرانے کی سہولت میسر

کرتا ہے۔ یہاں سے کووں کی آپس کی سماجی معاشرت میں بھی زہانت کا ثبوت ملتا ہے۔

اس عمل پر مزید تحقیق کرنے سے سائنسدان اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ چیونٹیوں کو اس عمل کا کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا مگر قدرت اپنے خود کار نظام کو رواں رکھنے کے لئے چیونٹیوں کو فلاح پر آمادہ کرتی رہتی ہے۔

یہ صرف کوے تک محدود نہیں، بلکہ کئی اور پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے۔ فاطر نے پرندوں، جانوروں اور فطرت کے ہر جز میں ایک خاص شعور، خودکفالت، اور بقا کا راز رکھ دیا ہے۔

کوئی دوا نہیں

کوئی ڈاکٹر نہیں

بس قدرت کا سادہ، خاموش اور بے حد مؤثر نظام — جو ہر مخلوق کو زندگی کے راز سکھاتا ہے۔

فطرت کے اندر فاطر نے ایسی حکمت رکھی ہے جو انسانوں کے تمام علم سے کہیں آگے ہے۔

ہمیں صرف ایک نظر غور چاہیے

فطرت کو دیکھنے، سمجھنے، اور اس سے سیکھنے کے لیے۔

قرآن کی ورق گردانی کے دوران جب ہم سورتہ الانعام کی آیت نمبر 14 پر پہنچتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں

قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

کہہ دو کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز بناؤں؟ وہ جو آسمانوں اور زمین کا فاطر ہے

فاطر؟ کیا مطلب؟ یہاں تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ خالق ہے اور قرآن میں بیشترمقامات پر اس نے اپنے لئے خالق کا لفظ ہی استعمال کیا تو پھر یہاں فاطر کا کیوں استعمال کیا؟

لفظ پر غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ فطر کے مادہ سے اخذ شدہ ہے ، فطر تخلیق کا ایسا مرحلہ ہے جس میں شے خلق ہونے کے بعد فطرت کا لبادہ اوڑھتی ہے ، فطر کسی بھی شے کی فطری مطابقت، اس کے خواص و نقائص، پسند ونا پسند اور اسکے مواقف و غیر مواقف کے ربط طے کرنے کا نام ہے۔

خلق اور فطر تخلیق کے دو نہایت قریبی اور متصل مراحل ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے خدا کی تخلیق کا قلم پہلے خلق کی دوات میں ڈوبا تو تحریر وجود میں آئی پھر قلم کو فطر کی رنگین سیاہی میں ڈبو کر اسی تحریر کو گاڑھا کیا گیا۔

کمہار جب خالق ہوتا ہے تو کسی دریا کنارے سے چکنی مٹی لے کر آتا ہے، اس میں سے کنکر نکال کر اسے صاف کرتا ہے، مٹی کو پانی میں ملا کر اچھی طرح گوندھتا ہے، پھر اسے چاک پر رکھ کر اپنے ہاتھوں سے صراحی کی شکل میں تراشتا ہے۔

وہی کمہار جب فاطر ہوتا ہے تو اپنی دی ہوئی شکل کو دیکھ کر سوچتا ہے کہ پانی پینے والے کو سہولت دینے والا کنارہ کتنا اور کیسا ہو، اس میں پانی بھرنے کے لئے آسانی کیسے پیدا کی جائے، اس کو تھامنے والا کیسے مضبوط گرفت پا سکتا ہے، اس کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے کتنی مضبوطی

درکار ہوگی اسی کے مدنظر صراحی کو آگ میں کتنی دیر تک تپایا جائے گا ۔ اگر ٹوٹ جائے یا دراڑ پیدا ہوجائے تو کیسے اسے اپنی ہی مٹی سے دوبارہ فیض یاب کیا جا سکتا ہے؟ ان سب سوالوں کے جواب صراحی کی تخلیق کے مراحل میں شامل کرنے والا فاطر کہلاتا ہے۔ فاطر اپنا کام مکمل کرتا ہے تو صراحی اپنی فطرت میں سب سوالوں کے جواب لئے ایک شاہکار کی شکل میں نمودار ہو جاتی ہے ۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی صفت خالق یعنی تخلیق کرنے والاکو بیان کیا ہے، وہیں فاطر کا ذکر ایک منفرد اور گہرے معنوں کے ساتھ کیا ہے۔

فاطرکا مفہوم ہے وہ جو کسی شے کو نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ اس کا پہلا آغاز، اس کی بنیاد، اس کا نظام اور اس کی سمت متعین کرتا ہے۔

یہ تخلیق سے آگے کی منزل ہے۔

یہ انجینئرنگ ہے، خوبصورتی ہے، اور فطرت میں پوشیدہ حکمت کی تصویر ہے۔

خلق، پیدائش ہے تو خالق تخلیق کے مراحل کو طے کرنے والا

فطر، فطرت ہے اور فاطر فطرت کو مخلوق کی جبلت بنانے والا

"self-healing ecosystems"

اسی فطری انجینئرنگ کا کمال ہیں۔ فاطر کا مطلب ہے ایسا خالق جو نظام میں دخل دیے بغیر وہ اتھارٹی رکھے کہ نظام خود چلے، خود سنورے اور خود ٹھیک ہو۔

یہ عمل صرف معلوماتی نہیں، بلکہ ایک پیغام بھی ہے کہ اگر ہم بھی فطرت کے قریب ہوں، اسے سمجھیں، اس پر بھروسہ کریں، تو زندگی کہیں زیادہ پُرسکون، پائیدار اور متوازن ہو سکتی ہے۔یہ کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

طِین وتُراب

ایک دن ایک جنگلی چوہا اپنے بل کے اندر بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اس کا معدہ بھاری تھا، حرکت میں سستی آ گئی تھی، اور وہ کھانے سے بھی کترا رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کچھ گڑبڑ ہے — اس کے جسم میں زہریلے مادے جمع ہو گئے ہیں، یا شاید کوئی بد ہضمی ہے۔

اس چوہے نے اپنی جبلّی حکمت سے فیصلہ کیا کہ وہ شفا کی تلاش میں نکلے گا۔ وہ جنگل کی مخصوص اُس جگہ کی طرف گیا جہاں مٹی نرم اور رنگت میں ذرا مختلف تھی۔ وہاں پہنچ کر، اس نے اپنی ناک زمین کے قریب کی، مٹی کو سونگھا، اور فوراً مٹھی بھر مٹی کھانا شروع کر دی۔

kaolinite clay — یہ مٹی عام نہیں تھی

جیسے ہی مٹی، جو ایک قدرتی adsorbent پر مشتمل تھی، اس کے معدے میں پہنچی تو اس نے زہریلے کیمیکل اور فالتو تیزاب کو جذب کر لیا۔ اس عمل سے معدے کی جلن کم ہوئی، اور جسم کو سکون محسوس ہونے لگا۔

کچھ گھنٹوں بعد، چوہا خود کو ہلکا محسوس کرنے لگا۔ اس کی بھوک بحال ہو گئی، اور وہ تیزی سے اپنے بل کی طرف لوٹ گیا — گویا کبھی بیمار تھا ہی نہیں۔

یہ عمل Geophagy کہلاتا ہے — یعنی جانوروں کا مٹی کھانا۔ یہ رویہ صرف چوہوں تک محدود نہیں بلکہ طوطے، بندر، ہاتھی، ہرن اور بعض اوقات انسانوں میں بھی پایا گیا ہے۔

تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بعض جانور قدرتی طور پر یہ جانتے ہیں کہ کون سی مٹی ان کے جسم کے لیے مفید ہے۔ یہ Kaolinite مٹی زہریلے مادوں کو جذب کرتی ہے۔

مٹی معدے کی جھلی پر حفاظتی تہہ بناتی ہے۔اس سے ہاضمہ بہتر ہوتا ہے اور جسمانی زہر خارج ہوتا ہے۔

یہ ایک سادہ سی کہانی نہیں — یہ ایک ماڈرن فارمیسی کی داستان ہے جو بغیر دواخانے، بغیر ہسپتال اور بغیر نسخے کے، قدرت نے ہر مخلوق کے اندر رکھ دی ہے۔

فاطر نے چوہے جیسے چھوٹے جانور کو بھی ایک اندرونی نظام دیا ہے جو بیماری کو پہچانتا ہے اور علاج کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یہی فاطر ہونے کی دلیل ہے — ایک ایسا رب جو ہر مخلوق کو نہ صرف پیدا کرتا ہے بلکہ اس کے لیے شفا کے در بھی کھول دیتا ہے، خاموشی سے، حکمت سے۔

حسن ملک ©

مقدس تنہائی

ایک گدھ آسمان میں بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں زمین پر حرکت نہ کرنے والے اجسام کو تلاش کر رہی تھیں۔ عام شکاری پرندوں کی نظریں حرکت کو تلاش کرتی ہیں مگر گدھ میں یہ نظام اس کے برعکس ہے۔ کچھ دیر بعد اُس نے ایک جانور کی لاش دیکھی جو کئی دن سے جنگل میں پڑی تھی۔

گدھ آہستہ آہستہ نیچے اُترا، اپنے پنجوں سے لاش کے گرد سے جھاڑیاں ہٹائیں، اور مردار کھانا شروع کر دیا — ہڈیوں، جلد، گوشت، یہاں تک کہ اندرونی اعضاء تک سب کچھ۔

یہ عام منظر نہیں، بلکہ ایک قدرتی صفائی کا عمل تھا۔ وہ مردار، اگر گدھ نہ کھاتا، تو بیکٹیریا، وائرس، اور زہریلی گیسوں کا گڑھ بن جاتا۔ انسانوں، جانوروں اور فضا کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا۔ کئی جراثیم تو درختوں کے پتوں اور ان کے تنوں کو بھی متاثر کر چھوڑتے ہیں مگر گدھ کا معدہ قدرتی طور پر اتنا طاقتور ہے کہ وہ

Botulinum، Rabies، Anthrax جیسے خطرناک بیکٹیریا بھی ہضم کر سکتا ہے جو عام جانور یا انسان کو مار سکتے ہیں۔

گدھ کی حیاتیات اس کی خوراک کے عین مطابق تیار کی گئی ہے۔ اس کا معدہ pH 1.0 جتنا تیزابیت والا ہوتا ہے، جو خطرناک جراثیم کو فوراً تباہ کر دیتا ہے۔

گدھ زمین کے فطری کلینز ہیں، جو ہر سال لاکھوں ٹن مردار ختم کر

کے زمین کو بیماریوں سے پاک رکھتے ہیں۔ جہاں گدھوں کی آبادی کم ہوتی ہے، وہاں کُتےّ، چوہے، اور بیماریاں بڑھتی ہیں۔ کائنات کا توازن بگڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ مگر فاطر ایسا ہونے نہیں دیتا کیونکہ اس کا دعوی ہے

كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُونٍ

ہم نے ہر چیز کا توازن قائم کیا ہے (الحجر 19)

جب ہم گدھ کو مردار کھاتے دیکھتے ہیں تو ہمیں کراہت آتی ہے۔ مگر حقیقت میں وہ فطرت کا ایسا "ہیلتھ ورکر" ہے جسے نہ تنخواہ چاہیے، نہ علاج، نہ مشینری۔

فاطر نے اسے ایسا بنایا ہے کہ وہ گندگی کھا کر بھی خود کو محفوظ رکھتا ہے — اور دوسروں کو بھی۔ یہ فطرت کا وہ پہلو ہے جو ہمیں سکھاتا

ہے کہ ہر مخلوق کی اپنی جگہ، اپنی ذمہ داری، اور اپنا کردار ہے۔ اگر ہم غور کریں تو یہ کردار فاطر کی حکمت اور قدرت کی خودکار صفائی کا شاہکار ہیں۔

فاطر کے اس نظامِ فطرت کے سمجھنے کے لئے اپنے لئے ایک غارِ حرا تشکیل دیں تب ہی فطرت اپنے راز اگلتی ہے اور غیب سے مضامین شعورِ انسانی میں اترتے ہیں۔

تصور کریں غارِ حرا کی خاموش رات ہے
نبی کریم غار کی تنہائی میں بیٹھے ہیں ۔۔۔ایک نہایت مقدس تنہائی
ہزاروں لمحے، گہری سوچ، خاموش آسمان، روشنی سے خالی غار۔

مگر ان دیواروں پر دیے کی روشنی میں جیسے کوئی فارمولے لکھ رہے ہوں

ستارے کیسے چلتے ہیں؟ – پانی کیسے بخارات بنتا ہے؟ –
دل کیسے دھڑکتا ہے؟ – روح کہاں سے آئی؟ –

کائنات کا آغاز کہاں سے ہوا؟ گدھ کو کس نے سکھایا فطرت کی صفائی کا نظام؟

یہ سب سوال اس فاطر کے نظام سے جُڑے ہیں۔
وہ راتیں کسی یونیورسٹی کی لائبریری سے زیادہ جامع تھیں — کیونکہ وہاں فاطر خود سکھا رہا تھا۔

اقْرَأْ کا حکم، فطرت کی کتاب کو پڑھنے کا اشارہ تھا۔

اندھی بصارت

آکٹوپس سمندر کی گہرائیوں میں اپنے گھر — چٹانوں کے درمیان رہتی ہے۔ آکٹوپس مچھلی نہیں ہے مگر مچھلیوں کے جنگل میں رہتی ہے، آکٹوپس کے جسم میں ہڈی بھی نہیں ہوتی حتیٰ کہ عام گوشت خوروں جیسے دانت بھی نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی وہ انھیں کے بیچ میں کسی قسم کے احساسِ کمتری کا شکار ہوئے بغیر رہن سہن رکھتی ہے جن کے پاس یہ سب کچھ ہوتا ہے ۔

ایک دن اچانک ایک شکاری مچھلی نے اُس پر حملہ کیا۔ آکٹوپس نے خود کو بچانے کی کوشش کی مگر اس کی ایک ٹانگ مچھلی کے منہ میں آ ہی گئی ۔
آکٹوپس نے اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ذور کا جھٹکا لیا اور اپنی اس ٹانگ کو اپنے جسم سے الک کر دیا۔

مچھلی کو چونکہ ایک ٹانگ ہاتھ لگ گئی تھی اور اس کی بھوک کا مسئلہ حل ہو گیا تھا وہ اسے کھانے میں مصروف ہو گئی تب تک آکٹوپس اپنی محفوظ جگہ میں چھپنے میں کامیاب ہو گئی۔

ٹانگ الگ ہو چکی تھی مگر آکٹوپس نے نہ کوئی دوا لی ہے نہ کسی سرجن کے پاس جاتی ہے ۔ وہ چٹانوں کے درمیان چھپی رہتی ہے اور چند ہفتوں بعد جب وہ اپنی آرام گاہ سے باہر آتی ہے تو اس کی نئی ٹانگ اُگ آئی ہوتی ہے۔ مکمل، مضبوط، اور پہلے جیسی۔

آکٹوپس میں ریجنریش کی صلاحیت ہوتی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ فطرت میں ریجنریشن کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس کے جسم میں پائے جانے والے اسٹیم سیلز کی مدد سے نیا عضو خود بخود بن جاتا ہے۔ اس کے جسم میں خاص growth factors موجود ہوتے ہیں جو ٹشو کی مرمت اور عضلات کے دوبارہ بننے کے عمل کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اسے درد

کا احساس تو ہوتا ہے، لیکن وہ برداشت کرتی ہے — کیونکہ فطرت اُسے خود شفا دیتی ہے۔

آکٹوپس ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ قدرت نے ہر مخلوق کو اندرونی علاج کی طاقت دی ہے۔ یہ صرف جسمانی نہیں، بلکہ روحانی اور ذہنی شفا بھی ہو سکتی ہے اگر ہم قدرت کے نظام پر بھروسہ کریں۔

فاطر نے اپنے تخلیق کردہ ہر وجود کو اُس کی ضرورت کے مطابق شفاء دینے والا بنایا ہے۔ صرف فطرت اور فاطر کی حکمت۔

فاطر فطرت کی حسین ترین کتاب میں ہم سے مخاطب ہے

قَدْ جَآءَكُم بَصَآئِرُ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ عَمِىَ فَعَلَيْهَا

یقیناً تمھارے پاس پروردگر کی بصیرت افروز شے آئی ہے اب جو اس سے بصیرت حاصل کرے گا وہ اپنے لئے کرے گا اور جو اندھا رہے گا تو وہ بھی خود کو اندھا رکھے گا-(الانعام 104)

فطرت ہم سے پوچھ رہی ہے کہ اندھی بصیرت کی خوش فہمی میں رہنا پسند کرو گے یا عقل و دانش سے لبریز۔ ہمارا جواب ہمارے عمل سے ظاہر ہو گا۔

بے چارہ نجس

جب کتا زخمی ہوتا ہے تو ہم نے اکثر دیکھا ہے کہ وہ بار بار اپنی زبان سے زخم کو چاٹتا ہے۔ دیکھنے والے کو یہ ایک غیر صاف عمل محسوس ہو سکتا ہے اور کچھ لوگ اسے دیکھ کر خاصی کراہت محسوس کرتے ہیں مگر فطرت کے اصولوں میں یہ ایک انتہائی مؤثر اور سائنسی عمل ہے۔

کتے کی زبان میں قدرتی طور پر ایسے انزائمز پائے جاتے ہیں جنہیں "لائزو زائمز "کہتے ہیں۔ یہ انزائمز جراثیم کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کتے کی زبان کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ وہ زخم سے گندگی کو بھی صاف کر دیتی ہے۔

حیرانی کی بات یہ ہے کہ کتے کی زبان جب زخم سے جراثیم کو صاف کر رہی
ہوتی ہے تو زبان خود کیوں نہیں گندی ہوتی۔

یہاں پھر فطرت کے مصور نے اپنے قلم کا شاہکار دکھایا ہے۔

کتے کے لعاب (saliva) میں قدرتی طور پر کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو
جراثیم کے خلاف مزاحمت کرتے ہیں، مثلاً لائزوزائم (Lysozyme) ایک
خامرہ جو بیکٹیریا کی دیوار توڑ دیتا ہے، پرآکسیڈیز (Peroxidase) جو
جراثیم کے خلاف کارروائی کرتے ہیں، لیکٹوفرین (Lactoferrin) جذب
کر کے بیکٹیریا کی افزائش کو روکتا ہے، یہ تمام اجزاء مل کر لعاب کو ہلکا سا
جراثیم کش بناتے ہیں، جو زخم کی صفائی میں مدد دیتا ہے۔

کتے کی زبان کی ساخت ایک قدرتی برش جیسی ہے، تھوڑی کھردری بھی ہوتی
ہے، جس کی وجہ سے وہ زخم سے میل، مردہ خلیے یا مٹی کو نکال دیتا ہے، زبان

کے ذریعے ہلکی مالش سے خون کی روانی بھی بہتر ہوتی ہے، جو زخم کے بھرنے میں مددگار ہے، کتے چونکہ اکثر فطری طور پر زخم چاٹتے ہیں، اس لیے ان کا مدافعتی نظام (immune system) روزانہ کی بنیاد پر ان جراثیم کا سامنا کرنے کا عادی ہوتا ہے۔

یہ نظام عام انفیکشن سے خود ہی بچاؤ کر لیتا ہے

تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ جانور اپنی جبلّت کے تحت یہ جانتے ہیں کہ انہیں اپنے جسم کو کیسے صاف اور محفوظ رکھنا ہے۔ انسان کے برعکس۔ ان کے پاس صرف فطرت کی سچّی رہنمائی ہوتی ہے۔

قدرت کا ہر جاندار اپنے اندر ایک شفا کا راز رکھتا ہے۔ ہمیں بس فطرت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اَ فلَاَ تُبصِر ُون

کیا تم دیکھتے نہیں؟ — سورۃ الذاریات :21

یہاں دیکھنے کے لئے عربی لفظ بصیرت آیا ہے یعنی فقط ظاہری آنکھوں سے دیکھنا کافی نہیں ہے اس کے لئے غور و فکر کی گہرائیوں میں جاکر موتی لانے پڑتے ہیں۔ بالکل جیسے کسی نے غارِ حرا کی تنہائی میں قدرت کا سامنا، تجربہ ، موازنہ کیا اور نتائج ہمارے لئے رکھ چھوڑے۔ ان نتائج کو دنیا آیت کے لفظ سے یاد کرتی ہے۔

لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ

اس کی آیات پر تدبر کیا کرو۔ (ص 29)

آیات تدبر مانگ رہی ہیں، آیات فطرت کے راز ہتھیلیوں پر لئے میلے کے دونوں جانب منتظر کھڑی ہیں مگر ہم فقط ظاہری میلہ دیکھنے میں مصروف ہیں۔

قرآن میں ذاتِ الٰہی کے لئے بار بار فاطر کا لفظ ہماری توجہ کا مرکز بنتا ہے۔

فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

آسمانوں اور زمین کا فاطر، جس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے قبیل بنائے۔ (سورۃ الشوریٰ، آیت 11)

یہاں فاطر صرف کائنات بنانے والا نہیں — وہ زندگی کے رشتے بھی تشکیل دیتا ہے، ان میں توازن رکھتا ہے، محبت ڈال دیتا ہے۔

محبت بھی ایک خود کار نظام ہے جو نفرت ، حسد، بغض، بے حسی جیسی خطرناک بیماریوں کے پیدا کردہ جراثیم کو اپنے اندر سمو کر انسان کے فطری مثبت جذبات کی پرورش کرتا ہے۔

فاطر کے بارے میں جدید سائنس کہتی ہے کہ :

ہر درخت خودکار سسٹم رکھتا ہے جو خشک سالی میں خود کو محدود کرتا ہے۔

جسم خود بخود وائرسز سے لڑنے والا immune system رکھتا ہے۔

زمین سورج سے ایک فیصد دور یا نزدیک ہوتی تو زندگی ممکن نہ تھی۔

یہ سب کیا ہے؟

یہ فاطر کے فن کی جھلک ہے — جہاں نظام میں نہایت خوبصورت
توازن، اور خود تنظیمی self-regulation موجود ہے۔

فاطر کا مطلب یہ ہے کہ ہم اکیلے نہیں، فطرت ہمارے ساتھ ہے۔
اور فطرت وہ رب ہے — جو ہماری رگوں سے زیادہ قریب ہے۔

ہم جس کائنات میں ہیں، وہ صرف موجود نہیں — وہ زندہ، خود سیکھنے
والی، اور خود شفا دینے والی ہے۔
اور یہ سب فاطر کی فطرتی انجینئرنگ کا حصہ ہے۔

اسی لیے ہمارا فاطر دوست، صرف ہمارا خالق نہیں ہمارا ہادی

ہمارا محافظ اور ہمارے اندر موجود ہر خودکار نظام کا ڈیزائنر ہے۔

اس فاطر کے تراشیدہ نظام میں ایک بے چارہ نجس بھی زبان پر موجود جراثیم سے زیادہ قانونِ فطرت کو توڑنے سے ڈرتا ہے۔

حسن سلطان ©

حُسنِ زہر آلود

ایک سفید رنگ کی مادہ سانپ جنگل میں آہستہ آہستہ رینگ رہی تھی لیکن وہ خود کو بےچین محسوس کر رہی تھی ۔ اس کی جلد کھردری، مدھم اور تنگ ہو گئی تھی، اس پر کچھ زخموں کے نشان بھی تھے جو ہمیشہ اسے اپنے حسین دور کی یاد دلاتے رہتے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ وقت آ گیا ہے — اُسے خود کو نیا کرنا ہے، خوبصورت، محفوظ اور صحت مند بننا ہے۔

چنانچہ سانپ نے قریبی خشک جھاڑیوں اور پتھریلی زمین کی تلاش کی جہاں وہ اپنے سر کو بار بار رگڑنے لگی ۔ اس کے جسم کے اندر ایک قدرتی عمل پہلے ہی شروع ہو چکا تھا Ecdysis یعنی کینچلی اتارنے کا عمل۔

پہلے اس کی پرانی جلد کے نیچے ایک نئی، نرم اور چمکدار جلد تیار ہونے لگی۔ جیسے جیسے نئی جلد مضبوط ہوتی گئی، پرانی جلد ڈھیلی اور مردہ محسوس ہونے لگی۔ سانپ نے اپنے سر کو ایک درخت کے تنے سے زور سے رگڑا، پھر اپنے جسم کو جھاڑیوں سے گزارنا شروع کیا۔ چند لمحوں میں اس کی پرانی جلد بالکل موزے کی طرح اُلٹ کر اس کے پیچھے رہ گئی — اور وہ خود ایک نئی، چمکتی ہوئی جلد کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔ اس نے کافی دیر تک اپنے اس نئے روپ کا نظارہ کیا بلکہ مزہ لیا۔ کچھ دیر بعد اس نے مڑکر دیکھا تو چیونٹیاں اس کی اتری ہوئی جلد کو اٹھا کر اپنے بل میں لے جا رہی تھیں۔

اب وہ زیادہ چاق و چوبند تھی، اس کی حرکات تیز ہو چکی تھیں، اور وہ دھوپ میں سنہری چمک کے ساتھ خود کو محفوظ اور تازہ محسوس کر رہی تھی۔

Ecdysis- سانپوں کے لئے قدرت کا ایک حیرت انگیز تحفہ ہے۔ یہ عمل ہر چند ہفتوں یا مہینوں بعد دُہرایا جاتا ہے۔ پرانی جلد میں بیکٹیریا پیراسائٹس اور چوٹوں کے آثار ہوتے ہیں۔ نئی جلد نہ صرف صاف ہوتی ہے بلکہ سانپ کے لیے رینگنے، شکار کرنے اور جان بچانے کے لئے آسانی پیدا کرتی ہے۔ کینچلی اُتارنے سے سانپ کا جسم بیرونی زہر سے بھی پاک ہو جاتا ہے، جیسے قدرتی detoxification

یہی عمل ہمیں بتاتا ہے کہ قدرتی خودکار صفائی کا نظام

Self-Cleansing

کتنی گہرائی سے فطرت میں موجود ہے۔

تبدیلی محض بقا نہیں بلکہ تکمیل کا ذریعہ ہے۔ سانپ نے صرف بیماری یا دشمن سے بچنے کے لیے نہیں، بلکہ بہتری، خوبصورتی اور تحفظ کے لیے خود کو بدلا۔

فاطر نے صرف اسے زہر نہیں دیا، بلکہ اس زہر کے ساتھ نئی جلد بنانے کی طاقت، خود کی صفائی کا شعور، اور حفاظت کا نظام بھی عطا کیا۔

یہی قدرت کا فلسفہ ہے — وہ خود کو سنوارتی ہے، خود کو ٹھیک کرتی ہے اور خود ہی آگے بڑھتی ہے۔

فاطر کا ارشاد مبارک ہے

رَبُّنَا ٱلَّذِیٓ أَعْطَىٰ كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهُۥ ثُمَّ هَدَىٰ

نظام کے پرورش کرنے والے نے ہر شے کا مرحلہ تخلیق مکمل کیا اور اسکے بعد اسے ہر طرح کی ہدایات سے بھی نوازا (طٰہٰ 50)

کائنات کے چھوٹے ذرے سے لیکر خلاء کے بڑے ترین ستارے تک سب کو اُن کے حصے کی ہدایات سے نوازا گیا ہے جن کی بدولت وہ ایک خودکار نظام کی طرح لاکھوں سالوں سے اپنے اپنے محور میں گرداں ہیں اور انسانی عقل و دانش کے منتظر ہیں کہ وہ آئے اور ان کو مسخر کر لے۔

سیر و فی الارض

ایک دن چیونٹیوں کی ملکہ تھکن سے نڈھال ہو گئی۔

کئی دن سے سورج کی تپش، خوراک کی کمی، اور اندرونی سسٹم میں غیر معمولی بے چینی نے اُسے کمزور کر دیا تھا۔

اس نے کیا کیا؟

وہ اپنی کالونی کے ایک گہرے گوشے میں چلی گئی۔

خاموش، نیم اندھیرے، نمی سے بھرپور اس جگہ کو "ریپروڈکشن چیمبر "کہتے ہیں جہاں ملکہ خود کو ازسرنو توانائی بخشنے کے لیے گوشہ نشین ہو جاتی ہے۔

پہلے دن وہ صرف پروٹین سے بھرپور غذائی ذرات کھاتی ہے۔ وہی کینچلی، جو سفید مادہ سانپ نے اپنے جسم سے اتاری تھی اور چیونٹیاں اسے اٹھا کر بل میں لے آئی تھیں۔ تھوڑی سی جلد کھانے کے بعد باقی کی غذا وہ ورکر چیونٹیوں کے لئے چھوڑ دیتی ہے۔

Pheromones کا اخراج وہ دوسرے دن کرتی ہے جس میں اُس کا جسم خاص قسم کے کیمیکلز خارج کرتا ہے — یہ وہ سگنلز ہیں جو اُس کی کالونی میں توازن، اتحاد، اور حفاظت کا پیغام دیتے ہیں۔

تیسرے دن، اُس کے جسم میں موجود جراثیم کش خلیے، خود بخود غیر صحت مند سیلز کو مارنا شروع کر دیتے ہیں۔

— autophagy اسی کو کہا جاتا ہے۔

یعنی جسم کا اپنا شفا بخش نظام۔

کئی دن بعد، وہ دوبارہ اُٹھتی ہے۔

ملکہ کے اندر فاطر نے وہ سسٹم رکھا ہے جو اسے بغیر دوا، بغیر مدد خود شفا دینے کے قابل بناتا ہے۔ وہ خود الگ ہوتی ہے تاکہ دوسرے متاثر نہ ہوں۔

وہ Isolate ہونا جانتی ہے کسی COVID سے گذرے بغیر

وہ خود طاقتور خوراک چُنتی ہے۔ وہ خود اپنے جسم کی مرمت شروع کرتی ہے۔ وہ خود پھر سے طاقتور، فعِال، اور زندگی کو چلانے کے لیے تیار۔ صرف اپنی نہیں بلکہ کئی درجن ملین چیونٹیوں پر مشتمل ایک پورے قبیلے کی۔

پہلے دن ہی وہ ورکر چیونٹیوں کی دعوت رکھتی ہے جس میں وہ ان کو سانپ کی بچی ہوئی جلد کھانے کو پیش کرتی ہے۔ اس دعوت کے دوران ایک چوکیدار

چیونٹی آکر ملکہ کو بتاتی ہے کہ باہر ایک بیمار کوا آکر بیٹھا ہوا ہے ۔ ملکہ چیونٹیوں کو جلدی سے سانپ کی جلد کھا کر ختم کرنے کو کہتی ہے تاکہ ان کے جسم سے فارمک ایسڈ خارج ہو سکے ۔

وَ إِلَدَیْنَا تُرْجَعُونَ - اور ہر چیز نظامِ قدرت میں پلٹ کر آتی ہے۔

سانپ بلاوجہ اپنی جلد نہیں اتارتے، چیونٹیاں بلاوجہ سانپ کی جلد نہیں کھاتیں اور کوا بلاوجہ ایک خاص چیونٹی کے بل کے باہر آکر نہیں بیٹھتا۔ یہ سب آپس میں جُڑا ہوا ہے، مربوط ہے، مشروط ہے۔ انہیں وجوہات کو تلاش کرنے کا نام غور ہے، فکر ہے، تدبر ہے اور ان کے نتائج پر بھروسہ ہونے کا نام ایمان ہے۔

یہاں فقط عام جانداروں کی مثالیں لی گئی ہیں جو انسانوں کے ارد گرد پائے جاتے ہیں یا ہم انھیں جانتے ہیں۔ ابھی اُس مچھلی کا ذکر نہیں کیا گیا جو مرتی ہی

نہیں ہے، یعنی اسے موت ہی نہیں آتی ، مزید یہ کہ وہ اپنی عمر کو پیچھے یعنی جوانی میں لے جاتی ہے ، ابھی وہ کیکڑا جاننا باقی ہے جو سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اپنے منہ سے گولی فائر کرتا ہے ، ابھی تو وہ جاندار بھی تحقیق و تحریر کا منتظر ہے جو اگلی نسل پیدا کرنے کے لئے کسی نر یا مادہ کا محتاج نہیں ہے اور ابھی تو اس بیکٹیریا پر بھی بات کرنی باقی ہے جو پانی پینے کے بعد اپنے جسم سے فضلہ کے بجائے سونا نکالتا ہے۔

مگر کبھی کبھی ہمیں کسی کتاب کسی تحقیق کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہوتی نہ کسی لیکچر کی، نہ ہی کسی فلسفے کی۔

بس ایک درخت کے نیچے بیٹھنا
کسی پرندے کی پرواز کو دیکھنا
یا ایک چیونٹی کا بوجھ اٹھاتے ہوئے سفر
ہمیں زندگی کا وہ درس دے جاتا ہے جو سالوں کے مطالعے سے نہیں ملتا۔

فطرت ایک خاموش مگر بولتی ہوئی کتاب ہے—
جس کا ہر صفحہ فاطر کی حکمت، محبت اور قرب کی گواہی ہے۔

جب ہم ہوا کی نرمی محسوس کرتے ہیں
بارش کی بوند کو اپنے چہرے پر گرتے دیکھتے ہیں
یا کسی بیمار پرندے کو خود اپنا علاج کرتے ہوئے دیکھتے ہیں
تو دراصل فاطر کی آیات کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں

قدرت سے جڑ کر ہم اپنے فاطر سے جڑتے ہیں۔
اس کے نظام سے محبت ہمیں اس فاطر ذات سے محبت سکھاتی ہے جس نے یہ سب بنایا۔

تو رکنا چاہیے، ذرا محسوس کرنا چاہیے،
قدرت کے سنگ کچھ لمحے گزارنے چاہئیں

شاید ہمیں ہماری کھوئی ہوئی روح

وہیں کسی پتے کی جنبش

کسی پر کی لرزش

یا کسی چیونٹی کے سفر میں واپس مل جائے

© تسنیم

Date	31-Jul-25
Email	imhassnain@gmail.com
Contact	+92 321 8470906
Website	www.hassnainmalik.com
Social Media	https://www.youtube.com/@AlMustabeen Twitter: @imhassnain FB: @hassnain.malik.the.trainer